

اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقتہ ہو گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی۔
اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن نشانیاں آچکی تھیں اور ان کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔
(سورۃ آل عمران 105)



ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تاجخاک کا شجر

اتحادِ امت

سید محمد سعید الحسن شاہ
مؤلف

نور الہدی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)
گلشن سعید ماناوالہ نزد پرانی چوکی، شیخوپورہ روڈ فیصل آباد

ناشر

اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقتہ ہو گئے اور ان میں بھوٹ پڑ گئی۔
اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن نشانیاں آ چکی تھیں اور ان کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔
(سورۃ آل عمران 105)

اتحادِ امت

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کا شغریٰ

سید محمد سعید الحسن شاہ

ناشر

نور الہدیٰ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) فیصل آباد
گلشن سعید مانا نوالہ نزد پرانی چوکی، شیخوپورہ روڈ فیصل آباد

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	اتحاد اُمت
مؤلف	سید محمد سعید الحسن شاہ عفی عنہ
تعداد	1100
بار اول	1985ء
سن موجودہ تجدید ایڈیشن	2012ء
مطبع	حزب الاسلام پرنٹر
کمپوزنگ	ایم خالد اقبال
ہدیہ	40 روپے
ناشر	نور الہدی فاؤنڈیشن
	گلشن سعید مانا نوالہ فیصل آباد

ویب سائٹ Noor-ul-Huda Foundation-co-cc

ملنے کے پتے

- (1) مرکزی دفتر: نور الہدی فاؤنڈیشن گلشن سعید مانا نوالہ فیصل آباد
- (2) الحسن بک سنٹر کارنر رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد فون نمبر 041-2615290
- (3) مکتبہ السعید نزد جامع مسجد غوثیہ رضویہ چوک نشاط آباد، فیصل آباد فون نمبر 0300-7256692
- (4) حزب الاسلام پرنٹر مدینہ مارکیٹ امین پور بازار فیصل آباد فون نمبر 0300-6689936
- (5) مکتبہ نور یہ رضویہ: گلبرگ اے فیصل آباد

۱: بار اول سے لے کر اب تک اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	علماء حق کی فضیلت	5
2	علماء سوء	7
3	مختلف فرقے	12
4	اہل قرآن یا منکرین حدیث	13
5	عامل بالقرآن والحدیث	14
6	سنی حضرات	17
7	غیر مقلد	18
8	مقلد (اہل سنت حنفی)	19
9	دیوبندی	20
10	باعث نزاع عبارات اور علمائے بریلی کے اعتراضات	21
11	برصغیر میں گروہ بندی کی موجب اولین کتاب	32
12	بریلوی	47
13	امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے چند فتاویٰ جات	48
14	بہار شریعت از مولانا امجد علی رضوی کے چند فتاویٰ جات	50
15	استخارہ کیجئے	54

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک اللہ (تعالیٰ)، ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، ایک قرآن کو ماننے والی قوم مسلم آج گروہ بندیوں کا شکار نظر آتی ہے۔ نئے نئے فرقے جنم لے رہے ہیں ایک قبلہ کی طرف منہ کر کے بارگاہ رب العزت میں سر بسجود ہونے والے ایک دوسرے پر کفر، شرک، بدعت کے اور نہ جانے کیا کیا فتوے لگا رہے ہیں۔ دشنام طرازی کی توپوں کے دہانے کھلے ہوئے ہیں۔ ایک فرقہ کا پیر و کار دوسرے پر پھبتیاں کسنا، مذاق اڑانا، اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا گویا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ دین متین کے محافظ علماء کرام کے روپ میں کچھ ایسے علماء سو پیدا ہو چکے ہیں کہ جن کا مقصد ہی لوگوں کو لڑانا اور بھڑکانا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ علم قرآن و حدیث رکھنے کے دعویدار علماء اپنے ہاتھوں منبر و محراب کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں۔ اس صورتحال میں کسی دوسرے سے بھلائی کی توقع یقیناً عبث ہوگی۔ کیونکہ ۔

ع جب میجا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی
کون راہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگیں

وہ مساجد وہ خانقاہیں، وہ دینی مدارس اور ادارے کہ جہاں سے اتحاد ملت کی صدا بلند ہونی چاہئے تھی وہاں سے افتراق ملت کا شور و غوغا برپا ہو رہا ہے افسوس کہ چوں کفر از کعبہ بر خیزد، کجا ماند مسلمانی

بندہ ناچیز (مؤلف کتاب ہذا) اپنے ذی وقار علماء کی خدمت میں یہ گزارش کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ ”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوا“۔

کی عملی مثال بن کر دارالعلوم انبیاء ہونے کا صحیح حق ادا کریں اور قوم کو جاہلی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے میں بھرپور کردار ادا فرمائیں۔ ورنہ آپ یہ جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ گرفت آپ ہی کی ہوگی۔ اس میں شک نہیں مِنْ حَيْثُ الْقَوْمِ ہم تمام مسلمانوں پر "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (۱)..... الخ کے مطابق یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم سب اپنے طور پر اپنے اپنے قبیلے، خاندان، اہل محلہ کو خصوصی اور دیگر احباب کو عمومی طور پر صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتے رہیں لیکن علماء کرام پر یہ فرض بدرجہ اتم عائد ہوتا ہے کہ وہ قوم کی اصلاح میں مثبت کردار ادا کریں، کیونکہ جس کا درجہ جتنا بلند ہوگا اس کیلئے سزا بھی اتنی ہی بڑی ہوگی۔ اس چیز کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں علماء حق اور سوء کے متعلق کچھ احادیث مبارکہ نقل کرتا ہوں۔

علماء حق کی فضیلت:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے، بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔

(بخاری، مسلم)

کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابو درداء کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ اے ابی درداء میں تمہارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے آیا ہوں اور اس کے سوا مجھے کوئی بھی کام نہیں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہو اور میں وہ سننے کے لئے حاضر ہوا ہوں، ابو درداء نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "جو علم طلب

کرنے کے لئے کسی راہ پر چلے، اللہ اسے جنت کی راہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اپنے پر طالب علم کی رضامندی کیلئے (اس کے پاؤں تلے) بچھاتے ہیں بیشک ہر وہ چیز جو بھی زمین و آسمان میں ہے وہ بھی اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی عالم دین کیلئے استغفار کرتی ہیں اور عالم دین کی فضیلت عابد و زاہد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر تحقیق علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ تحقیق انبیاء کرام درہم و دینار اپنے ورثہ میں نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے علم ورثہ میں چھوڑا ہے۔ جس نے اسے حاصل کیا، اس نے کامل حصہ لیا۔“ (احمد بنی المسند 5/196، ترمذی حدیث رقم 2682، ابوداؤد حدیث رقم 3641، ابن ماجہ حدیث رقم 223، دارمی حدیث رقم 342)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فقیہہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے سخت تر ہے۔

(ترمذی حدیث رقم 2681، ابن ماجہ حدیث رقم 222)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا: اللہ سب سے زیادہ سخی ہے، پھر تمام بنی آدم سے میں سخی ہوں۔ میرے بعد وہ شخص سخی ہے جس نے علم سیکھا، پھر اسے پھیلا دیا۔ وہ قیامت کے دن آئے گا۔ وہ امیر ہوگا یا فرمایا کہ اکیلا ہی جماعت (کے برابر) ہوگا۔ (بیہقی فی شعب الایمان حدیث رقم 1767)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عملوں کا ثواب باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، یا علم کہ جس سے (دینی) نفع حاصل کیا جائے یا صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ یعنی عالم دین کو مرنے

کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔ (صحیح مسلم حدیث رقم 14-1631، ابوداؤد حدیث

رقم 2880، نسائی حدیث رقم 3651، ترمذی حدیث رقم 1376، احمد 372/2)

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت ابوانامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل فرمائی جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام اہل آسمان اور زمین جتنی کہ چھوٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں لوگوں کو تعلیم دینے والے (عالم دین) کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم، ترمذی حدیث رقم 2685)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دوست رکھتا ہے کہ دوزخ کی آگ سے آزاد ہونے والوں کو دیکھے، تو وہ (دین کے) طالب علموں کو دیکھ لے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ طالب علم عالم دین کے دروازے پر نہیں جاتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ میں ایک سال کی عبادت درج فرماتا ہے اور ہر قدم کے عوض جنت میں ایک شہر تیار فرماتا ہے اور وہ جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے۔ (نزہۃ المجالس، تفسیر کبیر)

مذکورہ بالا روایات سے علماء حق کی قدر و منزلت اور فضیلت کا پتہ چلتا ہے۔

ان کے برعکس علماء سوء کے متعلق جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس سے کچھ ملاحظہ فرمائیے۔

علماء سوء:

حضرت عبداللہ ابن عمر و فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، پس چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ

میں پائے۔ (صحیح بخاری حدیث رقم 3461، ترمذی رقم حدیث 2669، احمد 159/2)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
جس سے علم کی بات پوچھی گئی، پھر اس نے اس کو چھپالیا، قیامت کے دن
اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

(احمد 263/2، ابوداؤد حدیث رقم 3658، ترمذی حدیث رقم 2649، ابن ماجہ حدیث رقم 2261)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جس نے قرآن پاک میں (محض) اپنی عقل سے کچھ کہا (یعنی تفسیر کی) پس
چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔ (ترمذی رقم حدیث 2950)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: اللہ جل شانہ کی جُبُ الحزن سے پناہ پکڑو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُبُ الحزن کیا ہے؟ فرمایا جہنم کی ایک وادی ہے جہنم اس
سے ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس میں کون بد بخت داخل ہو سکے؟ فرمایا اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے قاری
(یعنی عالم)۔ (ترمذی شریف) ابن ماجہ میں اتنا زیادہ ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک
بہت بُرے قاریوں (یعنی علماء) سے وہ ہیں جو امراء کو خوش کرنے کیلئے (ان سے)
ملاقات کرتے ہیں۔ محاربی نے کہا اس جگہ ظالم حکمران مراد ہیں۔

(ترمذی حدیث رقم 2383، ابن ماجہ حدیث رقم 256)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ صرف اسلام کا نام ہی رہ
جائے گا۔ (عمل نہ ہوگا) قرآن محض رسمی طور پر رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں تو آباد
ہوں گی، مگر فی الحقیقت ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے

بدترین مخلوق ہیں، ان کے نزدیک سے فتنہ اٹھے گا اور ان ہی میں لوٹ آئے گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان، حدیث رقم 1908)

حضرت ابوودراء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ بدترین شخص وہ ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع حاصل نہ کیا (یعنی ہدایت نہ پائی اور نہ ہی نصیحت کی)۔ (داری حدیث رقم 262)

اخوص بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے برائی کے متعلق سوال کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھ سے شر کے متعلق سوال نہ کرو، بلکہ مجھ سے خیر کے متعلق ہی سوال کرو، تین مرتبہ یہی کلمات ارشاد فرمائے۔ پھر فرمایا خیر دار! مردوں میں بدترین برے علماء ہیں اور بھلوں میں بہترین اچھے علماء ہیں۔ (داری فی السنن حدیث رقم 370)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رواج دے (یعنی نکالے) اس کیلئے اس کا ثواب ہے اور اس شخص کا ثواب بھی کہ جس نے اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور جس نے بُرے طریقے کو رائج کیا (یعنی نکالا) اُس پر اس کا گناہ ہے اور ان لوگوں کا گناہ بھی جنہوں نے اس کے بعد اس (طریقے) پر عمل کیا بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کمی ہو۔“ (صحیح مسلم حدیث رقم 69-1017، سنائی حدیث رقم 2554، ترمذی حدیث رقم 2675، احمد 359/4)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی وہ علم سیکھے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے (یعنی علم دین) لیکن وہ (خدا تعالیٰ کی رضا کے بجائے) اس لئے سیکھتا ہے کہ دنیا حاصل کرے

وہ قیامت کے دن (جنت تو درکنار) جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

(احمد 2/338، ابوداؤد 3664، ابن ماجہ 252)

حکومت کی کاسہ لیس کر کے والے علماء جو حق کہنے سے ہچکچاتے ہیں وہ عبرت حاصل کریں۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا۔ ایک ایسا گروہ ہوگا جو اچھا کہیں گے اور بُرا کریں گے وہ قرآن کریم پڑھیں گے جو ان کی گردن کے زخروں سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ دین کی طرف نہیں لوٹیں گے، یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ لوگ بدترین لوگوں میں سے ہوں گے۔ خوشحالی اس شخص کیلئے ہے کہ جو ان کو قتل کر دے اور وہ اس کو قتل کر دیں وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں گے (یعنی تبلیغ تو کریں گے) حالانکہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ان سے جو لڑائی کرے گا وہ اللہ کے نزدیک ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: سر منڈانا۔

(ابوداؤد حدیث رقم 4765، احمد 3/224)

خارجیوں کے متعلق حضرت شریک بن شہاب کی روایت ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے تقسیم فرما دیا دائیں جانب والوں کو بھی دیا اور بائیں جانب والوں کو بھی، مگر پیچھے بیٹھنے والوں کو نہ دیا۔ آپ علیہ السلام کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے تقسیم کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ وہ ایک سیاہ فام آدمی تھا۔ اس کے بال منڈے ہوئے تھے

اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ حضور علیہ السلام (اس کی بکواس سن کر) سخت ناراض ہو گئے اور فرمایا میرے بعد مجھ سے زیادہ انصاف والا انسان تم نہ دیکھو گے پھر فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی۔ گویا یہ شخص ان میں سے ہی ہے، وہ (لوگوں کو) مٹانے کے لئے (قرآن پر) دھیس مے لیکیں وہ ان کی گردنوں کے زرخرہ سے نیچے نہیں جائے گا۔ وہ (عالم و قاری) ہونے کے باوجود اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، وہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان کا آخری ٹولہ مسیح و قبال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان کو ملو، ان کو قتل کر دو، وہ انسانوں اور جانوروں میں سے بدترین ہیں۔

(سنن نسائی حدیث رقم 4103، مشکوٰۃ رقم حدیث 3553)

اس موضوع یعنی علماء حق کی فضیلت اور علماء سوء کی تذلیل پر بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں، بلکہ حضور علیہ السلام نے علماء سوء کے سربراہ کی جائے پیدائش اور قبیلہ کے نام تک سے مطلع فرمادیا۔ اگر ہم ان تمام باتوں کو یہاں پوری شرح و سطر کے ساتھ ضبط تحریر میں لائیں تو نہ صرف گفتگو دراز ہوگی بلکہ یہ مختصر رسالہ بننے کی بجائے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ ایک عقل مند و دانا کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور سمجھنے کیلئے نقل کردہ چند ایک احادیث مبارکہ ہی کافی ہیں۔ (اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو)

مذکورہ بالا احادیث مقدسہ کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ تمام احباب جو منصب علماء پہ فائز ہیں ذرا غور فرمائیں کہ وہ کن علماء کا کردار ادا کر رہے ہیں؟ خدا نخواستہ کہیں داعی الی اللہ ہونے کی بجائے داعی الی التارکین بن رہے۔

آج جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے تو (اگر وہ مذہبی قسم کا آدمی ہو تو) یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ میرا مخاطب سنی ہے یا شیعہ؟ بریلوی ہے کہ

دیوبندی؟ مقلد ہے کہ غیر مقلد؟..... آخر.....

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

باوجودیکہ انسانیت کو تفرقہ بازی کے دوزخ میں دھکیلنے والے مختلف چہروں کے ساتھ برسرِ عمل ہیں مگر اس جگہ صرف ان بزرگوں کے تذکرہ پر اکتفا کیا جائے گا کہ جو علماء کرام کے شاندار اور پرکشش رُوپ میں اسلام کا نام لے کر لڑائی کرواتے ہیں اور مرنے والوں کو شہادت کا مژدہ سنااتے ہیں جو مسندِ علماء پر تشریف فرما ہو کر بھی تعصب، حسد، بغض، حقائق سے چشم پوشی جیسے جہالت کے اندھے کنوؤں میں گرے ہوئے ہیں۔ فی الحقیقت یہ علماء کرام نہیں بلکہ ذی وقار و ارکانِ علوم انبیاء کے مقدس نام کو دھبہ لگانے والے ہیں۔ علماء کرام کی توہین دینِ متین کی توہین ہے اور یہ سخت حرام ہے، اس جگہ یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہر ایرے غیرے کے قول و فعل کو دلیل بنا کر علماء کرام کو نشانہِ نفرت نہیں بنانا چاہیے بلکہ بحیثیتِ مسلمان ہر شخص کے دل میں اپنے دینی راہنماؤں کی عزت ہونی چاہئے کیونکہ ان کی عزت صرف اس لئے کہ جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف لانے والے ہیں اس قیمت سے کی جانے والی عزت علماء کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول علیہ السلام کی عزت ہے۔

مختلف فرقے:

زیادہ باریکی میں جائے بغیر پاکستان کے مسلمانوں کو پہلے دو فرقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک جو خود کو اہل قرآن کہلاتے ہیں اور احادیثِ مبارکہ کا انکار کرتے ہیں دوسرے جو قرآنِ پاک کے ساتھ ساتھ احادیثِ نبویہ پر عمل کرنا جزوِ دین خیال کرتے ہیں۔

۱۔ اہل قرآن یا منکرین حدیث:

ہر صاحب خرد و ہوش اس حقیقت سے آشا ہے کہ قرآن پاک میں تمام اعمال و ارکان اسلام کی زیادہ وضاحت و تشریح نہیں، اس کا معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ قرآن پاک ایک نامکمل کتاب ہے بلکہ یہ تو ایک کامل ترین کتاب ہے۔ اگرچہ کلام خداوندی کی دنیا کی کسی چیز سے مثال تو نہیں دی جاسکتی ہے مگر محض سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ مثلاً آپ پھیل یا بو کے درخت کا بیج دیکھیں کہ کتنا چھوٹا سا ہوتا ہے یعنی تقریباً چوٹی کے سر کے برابر ہوتا ہے اور ہر لمحہ جانتا ہے کہ اس بیج میں پھیل یا بو کا گویا پورا درخت ہوتا ہے۔ اس درخت کا بھاری بھر کم تنا بھی، دور دور تک پھیلے ہوئے ڈال، لہلہاتے ہوئے چوڑے چوڑے پتے، بلکہ اس کی نسل سے پیدا ہونے والے تمام درخت بھی اسی بیج کے اندر سمائے ہوئے ہیں۔ اب اگر کوئی بیج لے کر میز پر رکھے اور چھوٹے چھوٹے اوزاروں سے اس کا آپریشن کر کے مطلوبہ تنا، ڈال پتے اور درخت نکالنا چاہے تو ناممکن ہے اور پھر آپ یہ بھی نہیں کہہ سکیں گے کہ بیج نامکمل ہے یعنی بیج بھی مکمل ہے مگر آپ کو وہ سب کچھ حاصل کرنے کیلئے بیج کو کسی زرخیز زمین میں دفن کرنا ہوگا۔ پھر مناسب مقدار کی نمی اور وقت درکار ہے وہ ایک ننھے سے پودے کی شکل میں نمودار ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ عظیم القان درخت بن جائے گا۔

بلا تشبیہ ایسے ہی قرآن پاک کہ ہے تو مکمل ترین کتاب مگر ہمیں اُس سے تب ہی پورا فائدہ ہوگا کہ ہم اپنی عقل کے مطابق ہی آپریشن کرنے نہ بیٹھ جائیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق عمل کریں۔ مثلاً قرآن پاک نے فرمایا کہ نماز قائم کرو (پڑھو) مگر صراحت کے

ساتھ یہ نہ ارشاد فرمایا کہ ایک دن میں کتنی نمازیں پڑھو یا کس نماز کی کتنی رکعتیں ہیں؟ یا ایک رکعت میں کتنے رکوع اور کتنے سجدے ہیں؟ نیز نماز پڑھنے کی ترکیب اور طریقہ کیا ہے؟ ایسے ہی یہ تو ارشاد ہوا کہ زکوٰۃ دو، مگر یہ وضاحت نہ فرمائی کہ نصاب کتنا ہے؟ کتنے فیصد دی جائے۔ زندگی میں ایک بار ہی دی جائے یا ہر سال؟ پھر پالتو جانوروں کی زکوٰۃ کیا ہے؟ سونے چاندی کی کیا ہے؟ زراعت کی کیا ہے؟ یونہی حکم ہوا حج کرو مگر کیسے کرو؟ کس مہینہ میں کرو؟ کس تاریخ کو کرو؟ عمر میں کتنی بار کرو؟ اس کے ارکان و واجبات کتنے ہیں؟ کفارہ کب اور کتنا دینا ہوگا؟ یہ وضاحت نہ فرمائی۔ ان تمام تراکیب و تشریح کے لئے ہمیں احادیث مبارکہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اگر ضد یا ہٹ دھرمی نہ ہو تو کوئی بات نہیں کہ منکرین حدیث احباب بھی حدیث پاک کی افادیت تسلیم کر لیں۔

۲۔ حامل بالقرآن والحدیث:

یہ فرقہ قرآن و حدیث دونوں پر عمل کا دعویدار ہے۔ اس کے پھر دو فرقے ہیں: (۱) شیعہ۔ (۲) سنی۔ ان حضرات کی کتب احادیث وقفہ جہد اجدا ہیں۔ ان دونوں گروہوں (شیعہ، سنی) میں شدید اختلاف صرف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب شیعہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان کو کافر قرار دیتے ہوئے قبر ہاڑی کرتے ہیں اگر یہ حضرات تمہوڑی سی احتیاط برتتے ہوئے یہ خیال فرمائیں کہ اگر اصحاب ثلاثہ واقعتاً (معاذ اللہ تعالیٰ) منافق یا کافر تھے تو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ان کی اقتداء میں نمازیں کیوں ادا کیں؟ ان کی خلافت کو کیوں تسلیم کیا؟ خالموں کی سلطنت سے ہجرت کیوں نہ کی، جبکہ سورۃ النساء کی آیت ۹۷ میں ایسی جگہ سے ہجرت کر جانے کا حکم

ہے۔ اس کے برعکس آپ خلافت اصحاب ثلاثہ برحق خیال کرتے ہوئے مالِ غنیمت سے حصہ بھی لیتے رہے۔ (۱)

مجھے اس جگہ کسی فرقہ کو باطل اور کسی کو حق ثابت کرنا مقصود نہیں، بلکہ اسلام کے نام پر دست و گریبان ہونے سے باز رکھنا مقصود ہے۔ خود اندازہ کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو تمام فرقے تسلیم کرتے ہیں کہ ”مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ“۔

”جس نے کسی ایسے پر لعنت کی جو کہ قابلِ لعنت نہیں تو لعنت لوٹ کر لعنت کرنے والے پر آ جاتی ہے یعنی وہ خود ملعون ہو جاتا ہے۔“

کسی ایمان والے کو کافر کہنے والا خود ملعون و کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہل بیت اطہار اور آلِ پاک کے ساتھ دلی طور پر بغض رکھا وہ ملعون ہے تو بلاشبہ اس نے صحیح کہا۔ جس کے دل میں بغض ہوگا اس پر لعنت ہوگی خواہ بخواہ بعض بزرگوں کے اسماء گرامی ذکر کر کے اپنے ایمان کو داؤ پر لگانا کہاں کی دانشمندی ہے؟

بعض متاخرین شیعہ علماء اُمتِ مسلمہ سے افتراق و تفریق مٹاتے اور احساسِ ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ایمانِ صحابہ کا انکار نہیں کرتے۔ اس وقت میرے سامنے اخبارِ جنگ لاہور مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۳ء بروز اتوار موجود ہے جس کے صفحہ اوّل کا نمبر ۸، ۷ پر دو کالمی سرخی ہے: صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے نیچے دوسری لائن ہے ”اہل تشیع چاروں یارانِ نبی کا احترام کرتے ہیں۔“ (علامہ نصیر الہی)

۱: حضرت صدیق اکبر کے زمانے میں مالِ غنیمت سے ملنے والی لوطی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی جن سے حضرت محمد بن حنفیہ کہ جن کو امام حنفیہ کہا جاتا ہے پیدا ہوئے۔ (ابن خلدون) حضرت فاروق اعظم کے زمانے میں آنے والے مالِ غنیمت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادے امام حسین کے لئے لوطی منتخب فرمائی جن سے حضرت امام علی اوسطہ کہ جن کو زین العابدین کہا جاتا ہے پیدا ہوئے۔

آگے تفصیل درج ہے جس میں علامہ صاحب نے ثابت فرمایا ہے کہ ہم شیعہ سنی ایک ہی نبی کے ماننے والے ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں یاران (ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ جو بھی صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (ملخصاً) علامہ صاحب کوئی معمولی قسم کے مولوی صاحب نہیں، بلکہ اہل تشیع کے ممتاز لیڈر اور عالم دین ہیں۔ اس کے علاوہ سابقہ مجلس شوریٰ کے معزز رکن بھی رہے۔ ان کے اس ارشاد گرامی کے بعد مزید تبصرہ کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ میں تمام شیعہ حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ علامہ صاحب کے اس ارشاد گرامی پر عمل فرمائیں تاکہ نہ صرف آخرت سنورے، بلکہ اختلاف بھی ختم ہو جائے اور ہم سب ملکر اپنے خدا اور رسول کے دشمنوں کے خلاف سبسہ پلائی دیوار ثابت ہو سکیں۔ تعزیہ یا علم وغیرہ پر اتنی شدت سے اختلاف رونا نہیں ہوتا..... مگر پھر بھی عظیم شیعہ مملکت ایران کے صدر جناب خامنہ ای کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا۔ ایران کے صدر خامنہ ای نے کہا:

”یوم عاشورہ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ انھوں نے نماز جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علم اور تعزیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ یہ محراب و گنبد کی شکل میں ہی کیوں نہ ہوں۔ یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام اور عاشورہ کی روح کے منافی ہے، کیونکہ یہ تفریح کا دن نہیں۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنہ ای نے کہا کہ مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مدہم ہونا چاہئے اور عزاداری کے مقامات پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے۔ لوگوں کو ماتم پر اکسانا

نہیں چاہئے اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہونی چاہئے۔“

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ، ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء صفحہ اوّل کا نمبر ۷)

یہ صرف اخباری بیان ہی نہیں، جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ شیعہ مجتہد امام خمینی کا فتویٰ بھی ہے اندازہ کیجئے کہ ذمہ دار قسم کے شیعہ حضرات کے ان بیانات کی روشنی میں ہم کتنی راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ آخر میں میں ایک بار پھر شیعہ حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے علماء کرام کے ان فرمودات پر ذرا غور فرمائیں اور عمل کریں۔

سنی حضرات:

شیعہ کے مقابل دوسرے مختلف گروہوں کو سنی کا نام دیا جاتا ہے۔ ان میں خارجیوں (۱) کو بھی شامل سمجھا جاتا ہے جو کہ گستاخ اہل بیت و آل رسول ہونے کی وجہ سے اہل سنت کے نزدیک اتنے ہی قابل نفرت و حقارت ہیں جتنے کہ اہل تشیع کے نزدیک۔ اور یہ فرقہ فی زمانہ کھل کر سامنے آنے کی بجائے منافقانہ انداز میں سرگرم عمل ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو عارت فرمائے۔ اس فرقہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مخصوص نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں۔ ہم یہاں ان کی تفصیل تو درج کرتے، مگر یہ رسالہ نہ تو اتنی تفصیل کا محتمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہم اس جگہ اسلامی فرقوں کا کوئی تقابل پیش کر رہے ہیں بلکہ یہ انتہائی معمولی تعارف ہے۔ اس فرقے کی چند ایک تعارفی احادیث علماء سوء کے تحت نقل کی جا چکی ہیں، ان ہی پر صرف نظر کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔

خارجیوں کے سوا لفظ سنی میں جن فرقوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ وہ غیر مقلد اور مقلد ہیں۔ غیر مقلد کو اہل حدیث (نسبت کی وجہ سے وہابی) اور مقلد کو اہل سنت

۱: کچھ عرصہ قبل اس فرقہ کی بعض کتب مثلاً ”رشید لکن رشید“، ”سیدنا امیر المومنینؑ“ (معاذ اللہ) وغیرہ حکومت نے ضبط کرنا قابل اشاعت قرار دے دیں تھیں۔

(نسبت کی وجہ سے حنفی) کہا جاتا ہے۔

غیر مقلد:

فی الحقیقت غیر مقلد ہونا ناممکن ہے (۱) جیسا کہ خود ان کی نسبت سے ظاہر ہے کہ وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔

پھر کسی بھی حدیث کے صحیح، حسن، غریب یا موضوع وغیرہ کو سمجھنے کے لئے کسی نہ کسی محدث کی پیروی کرنا پڑے گی۔ اسی طرح کسی ایک مسئلہ پر دو مختلف حدیثیں ہیں تو کسی ایک پر عمل کرنے کے لیے کسی نہ کسی کی تقلید کرنا ہوگی۔ وہ تقلید خواہ استاد کی ہو، محدث کی ہو یا محلے کے مولوی صاحب کی ہو۔ بہر حال تقلید ہوگی، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے سوا ذاتی طور پر نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی اس نے یہ حدیث اپنے کانوں کے ساتھ زبانِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی..... مثلاً مشکوٰۃ شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالسَّعُطُ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لَوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ۔ (یعنی کچے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کیلئے مغفرت کی دعا کی جائے۔)

(ابی داؤد حدیث رقم 3180، ترمذی حدیث رقم 1031، نسائی حدیث رقم 1942، احمد 247/4، ابن ماجہ 1481، مشکوٰۃ 1667)

اسی باب کی تیسری فصل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”کچے بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وہ وارث ہوگا نہ کوئی اس کا وارث ہوگا۔ یہاں تک کہ آواز کرے۔“

(ترمذی حدیث رقم 1032، ابن ماجہ حدیث رقم 1032، مشکوٰۃ حدیث رقم 1691)

اسی طرح مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: ”گائے کی قربانی سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات ہی کی طرف سے تحفایت کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم حدیث رقم 1318/352، ابوداؤد حدیث رقم 2808، نسائی حدیث رقم 4393، مشکوٰۃ حدیث رقم 1457)

اسی باب کی دوسری فصل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید قربان آگئی۔ (آئے الفاظ ہیں) فَشْتَرَكُنَا فِي الْبَقَرِ سَبْعَةً وَفِي الْبُحَيْرِ عَشْرًا۔ ”یعنی ہم (قربانی میں) گائے میں تو سات شریک ہوئے اور اونٹ میں دس۔“ (ترمذی حدیث رقم 1501،

نسائی حدیث رقم 4393، ابن ماجہ حدیث رقم 3131، احمد 275/1، مشکوٰۃ حدیث رقم 1469)

اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دوسرے کی متعارض دو روایتوں پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کسی ایک پر عمل کرنا ہوگا۔ کس پر عمل کیا جائے اور کس پر نہیں۔ اسی چیز کو واضح کرنے کیلئے کسی کی پیروی کی جاتی ہے، وہ پیروی خواہ امام ابوحنیفہ کی ہو یا امام مالک کی، امام شافعی کی ہو، یا امام احمد بن حنبل کی، وہ پیروی خواہ کسی محدث کی ہو یا عالم کی یا محلے کے امام مسجد کی ہو یا اپنے نفس کی، بہر حال پیروی تو کرنا ہی ہوگی تو جس کے نزدیک جو زیادہ قابل اعتماد ہے اس کی پیروی کر لے، یہی عمل تقلید ہے۔

نام نہاد غیر مقلد حضرات دوسروں کو بدعتی یا گمراہ کا خطاب عطا فرما کر کم از کم فضا کو تو مسموم نہ فرمائیں۔ اُمتِ مسلمہ کی حالت زار پر رحم فرمائیں، اس اُمت کے پہلے ہی کونسے کم دشمن ہیں جو کہ روز و شب اس کے خلاف مکروہ قسم کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اگر ہم مسلمان کہلا کر بھی ان کے شریکِ عمل ہو جائیں تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

مقلد (اہل سنت حنفی):

یہ حضرات امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ترین ہے، بلکہ اکثر کے نزدیک آپ تابعی ہیں، ان کی فصاحت و بلاغت، کمالی علم اور بے مثال حدیث نبوی کی بناء پر ان کو امام اعظم کہا جاتا ہے، بلاشبہ ان کا مقلد ہونا عظیم شرف کا باعث ہے، مگر افسوس کہ برصغیر پاک و ہند میں ان کی تقلید کے دعویدار بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔

یعنی بریلوی، دیوبندی۔ دراصل بریلی اور دیوبند بھارت کے دو شہروں کا نام ہے، اس لئے ضروری نہیں کہ بریلی کا ہر باشندہ وہی عقیدہ رکھتا ہو جو ان حضرات کا مشہور ہے اسی طرح ضروری نہیں کہ دیوبند کے ہر شہری کا وہی عقیدہ ہو جو ان کی طرف منسوب ہے، بلکہ بہت سے لوگ جو کبھی بریلی بھی نہیں گئے یا کسی دوسرے شہر کی طرف منسوب ہیں جیسے علماء بدایوں وغیرہ یہ سب ایک ہی عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ یونہی دیوبندی حضرات کا عقیدہ رکھنے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کبھی دیوبند دیکھا بھی نہیں۔

دیوبندی:

دیوبندی حضرات عقیدہ کے لحاظ سے غیر مقلد حضرات سے بہت متاثر ہیں۔ گویا عمل کے اعتبار سے ”حنفی“ اور عقیدہ کے لحاظ سے ”وہابی“ ہیں اور یہی بات دونوں حنفی گروہوں کے درمیان باعشوائع ہے۔

ابتداء میں علماء دیوبند بھی ”تحریک وہابیہ“ کے سخت مخالف تھے حتیٰ کہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب ”شہاب ثاقب“ میں صفحہ نمبر ۴۲ پر بانی تحریک وہابیہ محمد بن عبد الوہاب کے لئے مسلمانوں کا قاتل، باغی، ظالم، فاسق جیسے الفاظ استعمال کیے اور ان کے عقائد بیان کر کے ہوئے بتایا:

”ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاشی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس

سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔“ (شہابِ ثاقب از حسین احمد مدنی صفحہ: ۴۶) (نحوذ باللہ)

علماء دیوبند تحریک وہابیہ سے کتنے متنفر تھے، اس کا اندازہ مذکورہ بالا اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے اس کے علاوہ بھی کتاب ”شہابِ ثاقب“ میں وہابیہ کے ایسے ہی عقائد بیان کرتے ہوئے جگہ جگہ اُن کو وہابیہ خبیثہ تحریر کیا، مگر حسین احمد مدنی بعد میں خود ہی ان کے ہمنوا بن گئے۔ گویا جن عقائد پر خود کفر کا فتویٰ صادر فرما چکے تھے، انہی کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے علماء دیوبند اور علماء بریلی کے درمیان پیدا شدہ اختلاف ختم کرنے کے لئے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، محمود الحسن اور دیگر اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ بنام ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ تالیف فرمایا مگر افسوس کہ علماء دیوبند نے ان کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا، اگر ان کے فیصلہ اور حکم کو تسلیم کرتے ہوئے افراط و تفریط کو چھوڑ کر درمیانی راہ اختیار کر لی جاتی تو شاید آج اتنے شدید اختلاف نظر نہ آتے۔

باعثِ نزاع عبارات اور علمائے بریلی کے اعتراضات:

دورِ حاضر میں باعثِ نزاع علماء دیوبندی کی وہ تحریریں ہیں جو ان کی کتب میں جا بجا پائی جاتی ہیں علماء بریلی کے نزدیک عبارات میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے جو کہ کفر ہے اور خود کو مسلمان کہلانے والوں کو زیبا نہیں دیکھتا، جبکہ علماء دیوبند ان عبارات کو بے غبار ثابت کرتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

☆..... ”اپنے ارادہ سے تصرف کرنا، اپنی خواہش سے مارنا جلانا.....“ (وغیرہ بہت سی اشیاء) یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اور کسی انبیاء، اولیاء، پیرو، شہید، بھوت، پری کی

یہ شان نہیں، جو کوئی کسی کو ایسا تعزف ثابت کرے، اُس سے مرادیں مانگیں.....
(وغیرہ وغیرہ) وہ مشرک ہو جاتا ہے۔“

”تقویۃ الایمان“ کی عبارت میں اس جگہ تک کسی کو بھی اعتراض نہیں، بلکہ اسے سب تسلیم کرتے ہیں۔ قابل اعتراض اس عبارت کا حصہ یہ ہے:

”پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود حاصل ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہے۔“
(تقویۃ الایمان صفحہ: ۱۳۶ اہل حدیث اکادمی لاہور)

علماء بریلی کا اعتراض:

علماء بریلی اس جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے تو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا بھی انکار کرنا پڑے گا اور بالخصوص عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم خدا مردوں کو زندہ کرنے، مٹی کے بنائے ہوئے بے جان پرندے کو پھونک مار کر زندہ کر دینے، کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو شفاء یاب کرنے کے معجزات تو قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ ”تقویۃ الایمان“ کے مطابق تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حاکم بدہن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مشرک ٹھہریں گے، کیونکہ وہ اس کے دعویدار ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کی ان آیات مقدسہ پر یقین رکھنے والے تمام مسلمان بلام و کاست اس فتویٰ کی زد میں ہوں گے، کیونکہ تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزہ دکھانے کی قوت عطا فرمائی۔ جبکہ عبارت ”تقویۃ الایمان“ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوہ کو خدا تعالیٰ نے یہ قوت دی تب بھی مشرک۔

ایسے ہی اسی کتاب کی دوسری عبارت:

☆..... ”یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے انبیاء و اولیاء) یا چھوٹا (جیسے

عام انسان) اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“
(تقویۃ الایمان، صفحہ: ۴۳)

اعتراض:

علماء بریلی اس عبارت پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام علیہم السلام کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لفظ ”چمار“ سے منسوب کرنا انتہائی بے ادبی ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنے باپ کے لئے اس لفظ کو گوارا نہیں کرتا، تو اپنے نبی کے حق میں بھلا یہ لفظ کیوں برداشت کرے گا کہ جن پر تو وہ اپنے ماں باپ، مال و اولاد بلکہ اپنی جان تک قربان کرنا سعادت خیال کرتا ہے۔

اسی طرح تقویۃ الایمان کے صفحہ: ۵۰ پر ہے۔

☆..... ”اول تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ بر لانے کی طاقت ہو یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو، دوسرے یہ کہ ہمارا جب خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اسی نے ہم کو پیدا کیا ہے، تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا، تو وہ اپنے کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے نہیں، تو کسی چوہڑے کا تو کیا ذکر؟“ (تقویۃ الایمان صفحہ: ۵۰، ۵۱)

اعتراض:

اس جگہ اس بات سے قطع نظر کہ صاحب ”تقویۃ الایمان“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کام کا سمجھتے ہیں یا نہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں یا نہیں یا پھر ان کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟ توجہ طلب امر صرف یہ ہے کہ مسلمان یا رسول اللہ کہہ کر کسے پکارتے ہیں؟ اور مسلمان کسی چوہڑے چمار کو باذن اللہ حاضر و ناظر خیال کرتے ہیں یا پھر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ اگر تو وہ کسی چوہڑے چمار کو حاضر و ناظر خیال کرتے ہیں، تو مؤلف کتاب مولوی اسماعیل دہلوی سچے ہیں، لیکن اگر مسلمان حضور کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں، تو پھر اس لفظ چوہڑے چمار پر مسلمان کا خون کیسے نہ کھولے گا؟ کیا وہ اپنے نبی کی شان میں یہ الفاظ برداشت کر لے گا؟ کیا اس کی غیرت ایمانی اُسے مصلحت کا لبادہ اوڑھا کر خاموش کر دے گی؟ کیا ایسی عبارات کی موجودگی میں اتحاد بین المسلمین کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں؟ معزز و محترم قارئین کرام ان تمام باتوں کا جواب آپ اپنے ضمیر سے دریافت فرمائیں۔

اسی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱۱ پر مولوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عاجز اور بڑے بھائی کے برابر سمجھنے کی تاکید کی اور صفحہ ۱۱۲ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خود ساختہ قول کو منسوب کیا کہ حضور نے فرمایا: ”میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔“ وغیرہ وغیرہ۔

اعتراض:

جبکہ علمائے بریلی اور اُن کے ہم مسلک علماء کے نزدیک یہ باتیں احادیث مبارکہ کے سخت خلاف ہیں۔ نبی تو ایک طرف نبی کا غلام جو راہِ خدا میں شہید ہو جائے، اسے مردہ کہنا از روئے قرآن حرام ہے۔

پھر انہی کی کتاب ”صراطِ مستقیم“ (شائع کردہ اسلامی اکادمی لاہور) اس کتاب میں مولوی صاحب نے اپنے پیرومرشد سید احمد بریلوی کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ اس کے صفحہ ۱۶۹ پر تحریر ہے:

”نماز میں زنا کے دوسو سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں، اپنی ہمت کو

لگا دینا اپنے تیل یا گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے، کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چٹ جاتا ہے اور تیل گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چھیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔“
تھوڑا سا آگے جا کر درج ہے۔ ”دوسرے والی رکعتوں میں سے ہر رکعت کے بدلے چار رکعتیں ادا کرے۔“ (صراطِ مستقیم: ۱۶۹)

اس جگہ باعث نزاع یہ بات ہے کہ اس عبارت میں جماع کے خیال کو تیل اور گدھے جیسا غیر مضر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاکم بدہن زنا کی طرح مضر قرار دیا۔ پھر دلیل یہ پیش کی کہ ”نبی کے خیال لانے میں عزت اور تعظیم ہے، جبکہ گدھے کے خیال میں یہ نہیں۔“

اعتراض:

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے، تو ان کے دلوں میں اپنے امام یعنی رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا یا نہیں، اگر نہیں، تو اُن کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکوع و سجود کی کیسے خبر ہوتی تھی اور اگر خیال آتا تھا، تو معاذ اللہ حقارت و نفرت کے ساتھ آتا تھا، یا ادب و احترام کے ساتھ۔ اگر حقارت کے ساتھ آتا تو ناممکن ہے کہ وہ صحابی تو کجا مسلمان بھی نہ رہتے، کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت ہے، وہ کافر ہے اور اس مسئلہ پر تمام فرقے بلا امتیاز متفق ہیں اور اگر خیال تعظیم کی نیت سے آتا تھا تو اس عبارت کے مطابق اُن کی نمازیں معاذ اللہ باطل اور کفارہ لازم۔ تو کیا انہوں نے کفارہ ادا کیا یا دنیا سے (عیاذ باللہ) گناہوں کا بوجھ اپنے ساتھ ہی لے گئے؟ غرضیکہ اس ایک ہی عبارت میں بہت سے قابل

اعتراض پہلو ہیں۔ اسی قسم کی دیگر بہت سی عبارات، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، یکروزی ببلغۃ النحیران، عرف الجادی..... وغیرہم کتب میں موجود ہیں۔

اس جگہ یہ بتادینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ صدر دارالعلوم دیوبند حسین احمد مدنی ”شہاب ثاقب“ میں تحریر کرتے ہیں: ”مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں، (یعنی جن الفاظ میں حقارت کا شبہ پایا جاتا ہو) اگرچہ کہنے والے کی نیت حقارت کی نہ ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔“ (شہاب ثاقب، مطبوعہ دیوبند صفحہ: ۵۷)

مولانا حسین احمد مدنی نے اپنے اوپر سے الزام دھونے اور وہابیہ کی تردید میں مذکورہ بالا فتویٰ درج کیا ہے۔

محترم قارئین کرام! آپ گذشتہ اوراق میں مذکورہ عبارات کو بار بار پڑھیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا ان سے احترام و محبت کا پہلو نکلتا ہے یا تنقیص و توہین کا۔ اگر ان عبارات سے توہین کا پہلو نمایاں نہیں، تو مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند یہ ہرگز تحریر نہ فرماتے: اگر مولانا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا، تو خان صاحب پر ان علماء کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے، تو خود کافر ہو جاتے۔“ (اشد العذاب از مرتضیٰ حسن درہنگی، صفحہ: ۱۳)

یعنی مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کہتے ہیں: ”خان صاحب نے علماء دیوبند کی عبارات میں تنقیص کا پہلو پایا تھا تب ہی فتویٰ لگایا تھا، حالانکہ ان میں تنقیص کا پہلو نہیں۔“

قارئین کرام! متنازعہ عبارات شان رسالت مآب کے لائق ہیں یا

نہیں۔ اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہوئے ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کیا وہ کتابیں جن میں ایسی عبارات موجود ہیں (صرف اس نیت سے ہی سہی کہ مسلمان لڑائی اور فتنہ سے محفوظ رہیں) ان کی اشاعت بند نہیں ہو سکتی؟ اگر بالفرض ان کا اپنی افادیت کے لحاظ سے شائع ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو کیا ان دل آزار عبارات کو نکالا نہیں جاسکتا؟ یا ان میں ترمیم نہیں کی جاسکتی؟ آخر یہ قرآن وحدیث تو ہے نہیں کہ رد و بدل کرنے والا کافر ہو جائے گا اور یا پھر کیا، محض اتحاد امت کی خاطر ان کتابوں سے اعلان لاتعلقی نہیں کیا جاسکتا۔

جبکہ دیوبندی حضرات کے اعمال ان اقوال سے مختلف ہیں، مثلاً دیکھیں کتاب براہین قاطعہ از مولانا انبیٹھوی، صفحہ: ۱۳۸ پر ہے۔

”ہر روز اعادۂ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت ہر سال کرتے ہیں۔“ (براہین قاطعہ: ۱۳۸)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر سال یوم ولادت منانا تو ایسے ہے جیسے ہندو اپنے بڑے سانگ کنہیا کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ دوسری جگہ پر ہے: بلکہ یہ لوگ (میلاد منانے والے) اس قوم (ہندو کفار) سے بڑھ کر بُرے ہوئے۔

(براہین قاطعہ: ۱۳۸)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: محفل میلاد کہ جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف گزاف اور روایات موضوعہ (گڑھی ہوئی) اور کاذبہ (جھوٹی) نہ ہوں۔ شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ: ۲۳۵)

سوال: جس عرس میں صرف قرآن پاک پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو، شریک ہونا

جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس یا مولود میں شریک ہونا درست نہیں، کوئی ساعرس اور مولود درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ: ۲۳۸ مطبوعہ کراچی)

اسی کتاب کے صفحہ: ۱۲۰ پر ہے: ”محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو (یعنی اگرچہ غلط کہانیاں نہ ہوں) یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا، یا دودھ پلانا، سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

حالانکہ مدرسہ دیوبند سے تعلق رکھنے والے علماء کا عمل اس کے برعکس ہے۔ ربیع الاول کے مہینہ میں یہ حضرات سیرت النبی کے موضوع پر بہت سے جلسے منعقد کرتے ہیں۔ ان میں حضور علیہ السلام کا میلاد (ولادت کا تذکرہ) پڑھا جاتا ہے، احباب کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ بعض جگہ شیرینی بھی تقسیم ہوتی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں بندہ (مؤلف رسالہ) نے خود اپنی آنکھوں سے طفیل احمد ضیاء (جماعت اسلامی فیصل آباد) کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے دیکھا۔ (۱) جب سے سرکاری سطح پر ۱۲ ربیع الاول کا دن منانا شروع کیا گیا ہے۔ تقریباً تمام مسالک دیوبندی، بریلوی، شیعہ، غیر مقلد کے علماء اس میں بہت بڑھ چڑھ کر حصے لیتے ہیں اسی طرح ماہ محرم الحرام میں مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت بہت شرح ووسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان افعال میں ممانعت کی اس شدت کو یہ حضرات بھی تسلیم نہیں کرتے، ورنہ حرام جانتے ہوئے ان افعال کے ہرگز مرتکب نہ ہوتے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ وہ تو یہ

۱: مشہور دیوبندی راہنما مفتی محمود صاحب ہر سال پابندی کے ساتھ میلاد النبی کا جلوس نکالتے رہے۔ اب ان کے جانشین ان کی وفات کے بعد بھی جلوس نکالتے ہیں۔

افعال حکومت کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں تو پھر دو گنا گناہ ایک تو فعل ناجائز کے مرتکب ہوئے اور خدائے لم یزل کو ناراض اور حکومت کو راضی کیا۔ خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرے اور حکومت سے ڈرے، جبکہ حدیث نبوی اور عمل حسین علیہ السلام سے ثابت ہے: ”مخلوق کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں کی جائے گی۔“

یہی حال دوسرے بہت سے باعث نزاع مسائل کا ہے۔ مثلاً وسیلہ اولیاء اللہ، یا رسول اللہ کہنا خود کو عبد الرسول کہنا۔ اولیاء و انبیاء کو زندہ خیال کرنا، ایصال ثواب کرنا (خصوصاً دن مقرر کر کے) انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا، فوت شدہ سے فیض حاصل کرنا وغیرہم۔ ان سب باتوں کو ”تقویۃ الایمان“ ”درس توحید۔“ ”فتاویٰ رشیدیہ“ وغیرہ میں شرک، کفر، بدعت اشد حرام لکھا ہے، بلکہ مجموعہ تقاریر میں غلام اللہ خان راولپنڈی نے کسی کی طرف منسوب شدہ شے (مثلاً گیارہویں شریف یا فلاں کے سوم یا چہلم کا ختم وغیرہ) کو خنزیر سے بدتر اور حرام تحریر کیا ہے۔ (۱) بعض ہٹ دھرم اور ضدی قسم کے علماء ان افعال کو جائز خیال کرنے والوں کو کافر مشرک، بدعتی نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ اس کے باوجود بعض علماء کے اقوال قابلِ تحسین ہیں۔

مولانا عبد الرحمن مسلک دیوبند کے علماء میں ایک نمایاں مقام رکھنے والے جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر و مہتمم ہیں۔ مولانا صاحب روزنامہ ”جنگ“ لاہور میں دینی مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ ذیل میں ان سے کیے گئے چند ایک سوالات اور

۱: غلام اللہ خان صاحب کے استاد الامام سید مولانا رشید احمد گنگوہی کے ارشادات آپ پڑھ چکے ہیں کہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں انہوں نے عمر الحرم میں امام حسین کی یاد میں سبیل لگانا یا پانی پینا اور عرس کی شیرینی کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یہی گنگوہی صاحب ”فتاویٰ رشیدیہ“ کے صفحہ ۵۶۱، ۵۶۲ پر ہندوؤں کے تہوار دیوالی کے ملوہ پوری اور ہندوؤں کی طرف سے لگائی گئی سبیل کے جس میں سودی روپیہ صرف ہو، پانی پینا، ہالک اور جائز قرار دیتے ہیں۔ تعجب پر تعجب کہ کیا گنگوہی صاحب کے نزدیک ”ہولی دیوالی“ غیر خدا نہیں یا بھرا یہ خدا تعالیٰ کے نام ہیں۔ (معاذ اللہ) اگر نہیں تو پھر بزرگوں کے عرس اور حضرت امام حسین کے نام پر اپنی پختی اور ہندو تہواروں پر دل میں اتنا نرم گوشہ کیوں؟ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے: ”مسلمان تو آپس میں محبت کرنے والے اور کافروں پر سختی کرنے والے ہیں۔“ (سورہ فتح)

ان کی طرف سے دیئے گئے جوابات سپرد قلم کیے جاتے ہیں تاکہ فرقہ پرستی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔

(۱) سوال: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے یا سننے پر اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگانے کے بارے وضاحت فرمائیں کہ درست ہے؟

جواب: یہ عشق کے باب میں سے ہے، شریعت کے اعتبار سے نہیں۔ اگر دین کا جز سمجھ کر کیا گیا، تو بدعت ہو جائے گی، ورنہ نہیں (یعنی محبت کی وجہ سے کیا جاسکتا ہے)

(۲) سوال: جمعرات کے روز بعض لوگ کھانا خدا کی راہ میں اس نیت سے دیتے ہیں کہ اس کا ثواب ان کے قریبی وفات پانے والوں کو ہوتا ہے یا پہنچتا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ درست ہے۔ (روز نامہ جنگ لاہور ۲۶ اپریل ۱۹۸۵ء)

(۱)..... سوال: کیا عبدالرسول نام رکھنا شرعاً درست ہے؟

جواب: اگر عبد کے معنی خادم کے لئے جائیں تو درست ہے۔ اگر بندے کے معنی لیا جائے تو ناجائز ہے۔ (جنگ لاہور ۲۴ مئی ۱۹۸۵ء)

(۱)..... سوال: اولاد کی طرف سے بہت پریشان ہوں کوئی وظیفہ بتادیں؟

جواب: ہر روز صلوٰۃ التبیح پڑھ کر اس کا وسیلہ پکڑ کر دعائیں اور یہ چند کلمات وسیلہ کے میرا معمول ہیں۔ ان کو بھی کہہ دیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ دعا بہت جلد قبول ہوگی: یا اللہ! تیری رحمت کا وسیلہ، تیرے حبیب رحمۃ اللعالمین کا وسیلہ، تیرے تمام انبیاء کرام کا وسیلہ، تیرے حبیب کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وسیلہ میری اس مشکل کو حل فرما، جو بھی مشکل ہو، اس کی نیت کر کے کہے اس میں ذات کے ساتھ ساتھ اعمال کا وسیلہ بھی آ گیا، کیونکہ ان ہستیوں سے محبت کرنے کا حکم ہے..... الخ..... (وسیلہ کا مسئلہ حل ہو گیا)۔

(۱).....سوال: حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۴۵۰ مرتبہ پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائیں؟

جواب: اجازت ہے۔ مجھے اس کی اجازت والد ماجد حضرت قبلہ مفتی محمد حسین امرتسری سے ملی تھی۔ اگر دس روز اس وظیفہ کو پڑھ کر والد صاحب کو ایصالِ ثواب کر دیں، تو ان کی روحانیت آپ کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اس کی برکت سے اس وظیفہ میں زیادہ برکت ہوگی۔ (یعنی فوت شدہ کو ایصالِ ثواب بھی اور اس سے حصولِ فیض بھی)۔

(جنگ ۱۹ جولائی ۱۹۵۸ء)

(۱).....سوال: کیا ولی اللہ حقیقتاً زندہ ہیں ان کا وسیلہ پکڑ کر حق تعالیٰ سے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرتے ہوئے جو جان دے دے، وہ شہید ہے، خواہ جہادِ اصغر ہو یا جہادِ اکبر ہو اور نفس کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ اگر جہادِ اصغر والے زندہ ہیں، تو اکبر والے بطریقِ اولیٰ (یعنی زیادہ بہتر طریقے سے) زندہ ہیں۔ ان سے وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ (روزنامہ جنگ ۶ دسمبر ۱۹۸۵ء)

(یعنی اولیاء اللہ زندہ ہیں اور ان کا وسیلہ درست ہے۔)

(آخر میں مولانا عبدالرحمن صاحب دیوبندی کا ایک اور فتویٰ نقل کرتا ہوں،

اس سے کوتاہ بین اور ضدی علماء نصیحت حاصل کریں۔)

(۲).....سوال: قرآن پاک میں آیا ہے: لا تجعلو دعاء الرسول یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو عام آدمی کی طرح مت پکارو، آپ یہ فرمائیں کہ آپ کو ”یا محمد“ کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ”یا محمد“ کہنا تو کسی کے بھی نزدیک جائز نہیں البتہ اگر یا رسول اللہ کہہ لے تو جائز

ہے، بشرطیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کر کے جذبہ محبت میں یا رسول اللہ (علیہ السلام) کہنا جائز ہوگا۔

ع دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی اس قسم کے مسائل میں اگر انصاف سے دیکھا جائے، ضد بازی نہ ہو تو کوئی اختلاف حقیقی نہیں یہ ساری جنگ الزامات کی ہے۔ اختلافات کی نہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی جماعتوں کو متفق اور متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے..... الخ۔

(روزنامہ جنگ لاہور جمعہ میگزین صفحہ ۲۱)

بلاشبہ کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر و ناظر نہیں سمجھتا، بلکہ خدا تعالیٰ کی عطا سے سمجھتا ہے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی کے بعد جنگ نظر حضرات اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بدعتی، گمراہ کہنا، کہاں تک خدمت اسلام ہے؟

برصغیر میں گروہ بندی کی موجب اولین کتاب:

اس جگہ ایک اور بات واضح کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ جو احباب بھی دلی طور پر مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے خواہاں ہیں۔ ذرا اس پر غور فرمائیں کہ عقائد کے لحاظ سے تقریباً سب سے پہلی کتاب جو برصغیر میں مسلمانوں کے لئے گروہ بندی کا سبب بنی وہ ”تقویۃ الایمان“ ہے بعد میں تحریر کی جانے والی باعث نزاع کتب نے وہی کچھ ثابت کرنے کی کوشش کی جو ”تقویۃ الایمان“ میں لکھا جا چکا تھا بلکہ ”درس توحید“ نامی کتاب پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مرتب نے پوری ”تقویۃ الایمان“ ہی نقل کر دی ہے۔

اس کتاب ”تقویۃ الایمان“ کے متعلق اشرف علی تھانوی جو کہ علماء دیوبند

میں حکیم الامت کا درجہ رکھتے ہیں وہ اپنی کتاب ”ارواحِ ثلاثہ“ میں درج کرتے ہیں:

”خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول

عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولوی گنگوہی کے

پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے

بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص احباب کو جمع کیا

جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق، مولانا محمد یعقوب صاحب،

مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبد اللہ خان علوی صاحب بھی

تھے اور ان کے سامنے ”تقویۃ الایمان“ پیش کی اور فرمایا: میں نے یہ کتاب لکھی

ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو

شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس کی

اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس

میں بتدریج بیان کرتا، لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی پر

عزمِ جہاد کا ہے اس لئے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس

بار کو اٹھائے گا نہیں اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر

توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے یہ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی

رائے ہو تو اشاعت کی جائے ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا

کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں جگہ پر ترمیم ہونی چاہئے۔ اس پر

مولوی عبدالحی صاحب شاہ اسحاق صاحب، عبد اللہ خان علوی، اور مومن خان نے

مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو

کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اسی طرح شائع ہونی چاہئے

چنانچہ اس کی اشاعت اسی طرح ہو گئی۔ (ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۹۹، ۹۸ مطبوعہ لاہور)

محترم قارئین کرام! اگر آپ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے دست و گریباں ہونے سے نالاں ہیں..... اگر آپ صلح پسند اور اپنے سینے میں اسلام کا درد رکھنے والے باشعور مسلمان ہیں تو میں آپ کو خدائے ذوالجلال کی بزرگی کی قسم اور ناموسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا خود ”تقویۃ الایمان“ ہی کے مصنف نے یہ نہ کہہ دیا تھا کہ ”اس کتاب سے شورش ضرور ہوگی، لڑائی بھڑائی ہوگی۔“ اس کتاب میں کہیں تشدد بھی ہو گیا ہے۔ یہ کتاب جو آج بازار میں ملتی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۲۳۴ھ میں چھپی۔

(دیکھئے مقدمہ تقویۃ الایمان صفحہ: ۱۶، اہل حدیث اکادمی)

اب ۱۴۳۳ھ ہے یعنی اس کتاب کو شائع ہوئے کم و بیش ایک سو نوے سال (۱۹۰) ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں مسلمانوں میں کتنی شورش پھا ہوئی، کتنے لوگ فرقہ پرستی کی بھیٹ چڑھے، خونِ مسلم سے کتنی عباؤں کے دامن رنگین ہوئے، کتنے عزیز ترین احباب نفرتوں کے لاوہ نے جلا کر بھسم کر دیئے۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ صاحب ”تقویۃ الایمان“ کا یہ خیال ہے کہ ”توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔“ اتنے عرصہ میں نہ تو پورا ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا نخواستہ قیامت تک پورا نہ ہوگا۔ حضرت جو بیچ بول گئے تھے، اب وہ تناؤ دردِ درخت بن چکا ہے، بلکہ اب تو اس کے پھل سے مزید درخت اُگ رہے ہیں پھر یہ لڑائی بھڑائی اس لئے نہیں کہ لوگوں کے غلط عقائد کی بناء پر ان کیلئے یہ کتاب قابلِ قبول نہ ہوگی بلکہ شورش برپا ہونے اور لڑائی بھڑائی کی وجہ جو خود مولوی اسلمیل صاحب بیان فرماتے ہیں، وہ یہ ہے۔ (خط کشیدہ عبارات ایک بار پھر پڑھیں) ”میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس

کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔“ لفظ ضرور پر ذرا غور فرمائیں کہ کتنا یقین تھا مولوی اسماعیل صاحب کو۔

حدیث پاک میں جھوٹی گواہی دینے اور ریاکاری کو بھی شرک خفی فرمایا گیا ہے، مثلاً نمازی خیال کرے کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ بڑا متقی ہے یا کوئی حاجی اپنی عزت بڑھانے کیلئے کہے کہ میں حاجی ہوں یا کوئی واعظ تقریر کرتا ہوا خیال کرے کہ لوگ مجھے علامہ سمجھتے ہوں گے۔ علیٰ ہذا القیاس دکھاوے کی عبادت ریاکاری ہے اور یہ شرک خفی ہے۔

جبکہ بت کو سجدہ کرنا، سورج، چاند، ستارے اور انسان وغیرہ کو پوجنا شرک جلی ہے۔

ظاہر ہے کہ شرک خفی کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ گنہگار ضرور ہوتا ہے، لیکن شرک جلی کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔ اگر پہلے مسلمان تھا تو مرتد ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ دوسرے لفظوں میں مولوی اسماعیل صاحب نے کہا کہ جو حقیقتاً مشرک نہیں تھا۔ میں نے اسے بھی کافر و مشرک لکھ دیا ہے۔

محترم قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں میرے دلائل کو رہنے دیں تعصبات سے بالاتر ہو کر خود فیصلہ فرمائیں کہ کسی مسلمان کو مشرک کہہ دینا کتنی خطرناک بات ہے، خود اپنا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب نے خود یہ کہا تھا۔ ”اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے، ورنہ اسے

چاک کر دیا جائے۔“ اسی لئے ایک دور اندیش صاحب نے یہ ”مخلصانہ“ مشورہ دیا تھا کہ ”اشاعت تو ضرور ہو، مگر فلاں فلاں جگہ ترمیم ہونی چاہئے۔“ مگر شاید کس

مصلحت کی بناء اس کے مشورہ کو رد کر دیا گیا اور ترمیم نہ ہو سکی۔ افسوس صد افسوس کہ جس خطرہ کو خود مصنف کتاب نے نہ صرف محسوس کیا، بلکہ برملا اعتراف بھی کیا۔ اسی چیز کو اس کے متبعین (تابع فرمان) ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں اور اس کتاب میں درج ہر بات کو قرآن وحدیث کی طرح ناقابل ترمیم خیال کرتے ہیں۔ اتحاد ملت کے ذمہ دار علماء حضرات کہ جن کو چاہیے تو یہ تھا کہ ”تقویۃ الایمان“ میں جو غلط باتیں لکھی گئی تھیں خود مصنف کتاب کی خواہش کے پیش نظر ان کو منادیتے مگر افسوس کہ ان ہی باتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آج تک کتابوں پر کتابیں لکھی جارہی ہیں۔ زمین وآسمان کے قلابے ملائے جارہے ہیں۔ اگر تقویۃ الایمان وغیرہ کی تمام باتوں کو من وعن تسلیم کر لیا جائے، تو کرہ ارض پر شاید ہی کوئی مسلمان رہے۔ جناب طفیل احمد ضیاء۔ مولوی عبدالرحمن صاحب اپنی مرضی یا حکومت کے ایما پر ۱۲ ربیع الاول منانے والے تمام پاکستانی، مودودی صاحب، شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء کی برسیاں منانے والے یوم قائد اعظم، یوم اقبال، یوم پاکستان وغیرہ منانے والے تاریخ مقرر کر کے مدرسوں میں سالانہ جلسے کروانے، ختم بخاری شریف اور صد سالہ جشن منانے والے (۱) وغیرہ وغیرہ تمام بلام وکاست کافرو مشرک ٹھہریں گے۔ لہذا خدا تعالیٰ کیلئے ذرا غور فرمائیں کہ یہ کتابیں نہ تو قرآن پاک کی طرح خدائے لم یزیم کی طرف سے نازل شدہ وحی ہیں اور نہ ہی ”مَا يَنْفَعُ طُغْيَانٍ عَنِ الْهَوَىٰ“ جیسی زبان مقدس سے نکلی ہوئی حدیث پاک ہے بلکہ مصنف کے اپنے خیال کے مطابق بھی درست نہیں۔ اس لئے ان میں تبدیلی کرنا حرام و ناجائز نہیں بلکہ یقیناً کارِ ثواب ہوگا۔ خود مولوی اسماعیل صاحب کے اظہار خیال سے محسوس ہوتا ہے کہ

اگر وہ زندہ رہتے تو شاید کبھی نہ کبھی ان کو اپنی اس تسلیم شدہ غلطی کا ہدیت سے احساس ہو جاتا۔ اور وہ خود اس کتاب کو یا تو پھاڑ دیتے یا مناسب ترمیم کر دیتے۔ یہ میرا دعویٰ ہی نہیں خود مولوی اسماعیل صاحب کی اپنی تالیف ”صراطِ مستقیم“ اس بات کی گواہ ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے اپنے پیرومرشد کی تعریف جس انداز میں کی ہے، اس کا ایک ایک جملہ نہ جانے خود ان کے اپنے کتنے فتوؤں کی زد میں ہے بلکہ کئی جگہ پر تو حد سے ہی تجاوز کر جاتے ہیں۔ مثلاً صراطِ مستقیم مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور کے صفحہ ۳۲۰ سے صفحہ ۳۳۰ تک فتاویٰ اللہ کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ ابتداءً آگ اور لوہے کی مثال دے کر لوہا آگ میں رہ کر آگ ہی بن جاتا ہے۔ سمجھاتے سمجھاتے یہاں تک کہہ دیا:

”یعنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ وہ ایسا مجید ہے جس سے بولنے والی زبان گوئی ہے۔ خبردار! اس معاملے پر تعجب نہ کرنا، انکار سے پیش نہ آنا، کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے ندائے اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (یعنی بے شک میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا پالنے والا) صادر ہو سکتی ہے تو پھر اشرف موجودات جو حضرت سبحانہ و تعالیٰ کا نمونہ ہے۔ اِگر اَنَا الْحَقُّ (کہ میں خدا ہوں) کا آوازہ صادر ہو تو تعجب کا مقام نہیں۔ (صراطِ مستقیم صفحہ ۳۳۰)

کسی مجذوب یا مجنون کیلئے واقعی مقام تعجب نہیں لیکن حیرت میں ڈوب جانے کا مقام تو یہ ہے کہ یہ الفاظ اس شخص کے قلم سے نکلے ہیں، جس کا فتویٰ ”تقویۃ الایمان“ میں یہ ہے کہ: ”اگر کوئی سمجھے کہ کسی نبی ولی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملا ہے تو تب بھی وہ مشرک ہو جائے گا۔“ (ملخصاً)

ذرا سوچیں کہ جو صاحب کل تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملنے کو بھی

شرک خیال کرتے تھے، آج یہاں تک فرما گئے: ”اگر کوئی انسان خود کو (معاذ اللہ) خدا کہہ رہا ہو تو انکار و تعجب نہ کرنا۔“ کیا یہاں اپنے پیرومرشد کی تعریف کے لئے زمین، ہموار کرنا مقصود تھا؟

بلکہ دوسری جگہ کسی بزرگ کی طرف ”جملہ“ منسوب کر کے یہاں تک کہہ گئے ”کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلی فرمادے تو البتہ اس کی طرف التفات تک نہ کرونگا۔“ (صراط مستقیم صفحہ: ۳۰)

لا الہ الا اللہ! ذرا عقیدت تو ملاحظہ ہو کہ فرمادیا کہ اگر خدا تعالیٰ میرے مرشد کی شکل بنا کر میرے سامنے نہ آئے گا، تو میں ایسے رب کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ یہ کسی دیوانے کی بڑھوتی، تو نظر انداز کر دی جاتی، مگر یہ اس صاحب سے منقول ہے جس نے یہ ہی جملہ نقل کر کے ”تقویۃ الایمان“ میں قائل پر شرک کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یا للجب! پھر اس کتاب ”صراط مستقیم“ میں اپنے پیرومرشد کو نور بھی ثابت کر دیا۔ ۱، مشکل کشا بھی ۲، حاجت روا بھی ۳، خدا تعالیٰ کی سلطنت کا مالک بھی ۴، شفیع بھی ۵، غوث بھی ۶، (یعنی فریاد کو پہنچنے والے) لوح محفوظ و آسمانی سلطنت کی سیر کرنے والا بھی ۷، ادنیٰ سی توجہ سے غیب دان بھی ۸، فوت شدہ سے فیض لینے والا بھی ۹، خدا کے ساتھ مصافحہ کرنے والا بھی ۱۰، رحمۃ اللعالمین بھی ۱۱، کلیم اللہ بھی ۱۲، اس کے سوا اور بھی بہت کچھ اس کتاب ہی سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں ان کی دوسری کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں بدترین شرک ہیں بمصدق۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

۱ (۳۰۸، ۲۲۲، ۲۰۶) ۲ (۳۱۵، ۱۳۹) ۳ (۱۹۸) ۴ (۲۶۸، ۲۰۲) ۵ (۶۹، ۳۱۷) ۶ (۳۱) ۷ (۳۱۷، ۳۱۷) ۸ (۳۱۷) ۹ (۳۱۷) ۱۰ (۳۱۷)

۱۱ (۳۱۳) ۱۲ (۳۱۳) یہ حضور علیہ السلام کا لقب ہے مولوی صاحب کے یہ کائناتیں (۲) حالانکہ یہ مولیٰ علیہ السلام کا لقب ہے

پھر یہ بات یہیں ختم نہیں ہوتی، بلکہ ایک طویل داستان ہے۔ اس جگہ مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ ”تجلی دیوبند“ کے دو حوالے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں جو کہ یقیناً باعث عبرت ہیں۔ عامر صاحب رقم طراز ہیں:

”کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب ”تفسیر العقائد“ سے نقل کر کے دارالعلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے بارے آجنگاب کا فیصلہ کیا ہے؟

خدا جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی کہ ان کے عقل و فہم مفتیوں کے دماغ میں کہ جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کو علم دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں اور جن کے علم و فضل کی قسمیں تک کھائی گئی ہیں۔ یہ بات آگئی کہ ہونہ ہو یہ عبارت مودودی یا اُس کے کسی چیلے کی ہے۔ (۱) پھر کیا تھا کہ آؤ دیکھانہ تاؤ۔ مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمادیا۔

فتویٰ نمبر ۱۴: الجواب:- انبیاء کرام علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذ باللہ) اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!“ (سید احمد علی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)..... جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ

مہر دارالافتاء فی دیوبند الہند

ماہنامہ تجلی دیوبند، اپریل ۱۹۵۶ء

یہ فتویٰ جس کا عثمانی صاحب نے ذکر کیا یہ جب جماعت اسلامی کے اخبار

۱: خیال رہے کہ اکثر علماء دیوبند مودودی صاحب کو گمراہ خیال کرتے ہیں۔ جبکہ عامر عثمانی دیوبندی مودودی صاحب کے مدد اہل ہیں۔

”دعوت“ میں ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء کو شائع ہوا تو تب اہل دیوبند پر یہ راز کھلا کہ افسوس جس ٹارگٹ پر ہم نے اندھا دھند گولہ باری کی اور لاعلمی کے اندھیرے میں جسے دشمن کا ٹھکانا سمجھا تھا وہ ہمارا اپنا ہی آشیانہ تھا، جس عبارت کے حق میں ہم ”مودودی“ کا خیال کرتے ہوئے سچی بات کہہ گئے ہیں، وہ تو ہمارے ہی بانی مدرسہ دیوبند کی ہے۔ یہ انکشاف علماء دیوبند پر گویا بجلی بن کر گرا، وہ اس سے جس طرح مضطرب ہوئے، وہ خود عثمانی صاحب کی عبارت سے عیاں ہے۔

ایک ایسا ہی حادثہ ۱۹۶۳ء میں پیش آیا، جبکہ ایک صاحب نے قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی ایک عبارت جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات و کنایات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ نقل کر کے مدرسہ دیوبند کو بھیجی کہ بتائیے اس کا دعویٰ کرنے والا اہلسنت کے نزدیک کیا ہے؟ صدر مفتی صاحب نے جو فتویٰ دیا، وہ اختصاراً یہ ہے..... ان کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور انکا انکار کرتا ہے..... شخص مذکورہ طحہ اور بے دین ہے۔ عیسائیت اور قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدہ موسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہئے، جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (۱)

(سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند تجلّی، خاص نمبر دیوبند ۱۹۶۳ء)

”یہ استفتاء اور جواب ”دعوت“ دہلی میں شائع ہوا اور ساتھ ہی زلزلہ انگن راز

بھی اسی میں بے نقاب کیا گیا کہ استفتاء کے اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب

۱: اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ملاحظہ فرمائیں: ”تجلّی دیوبند، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء“ یا پھر دیکھیں کتاب ”مکر و دعوت“ اس میں اس رسالہ کی فوٹو کاپی دی گئی ہے اور ہم نے وہاں سے یہ حوالہ نقل کیا ہے۔

”اسلام اور مغربی تہذیب“ کے ہیں۔“ (تجلی دیوبند، خاص نمبر)

اس راز کی نقاب کشائی سے فی الواقع متعلقین دیوبند میں زلزلہ آ گیا کہ اپنا ہی صدر مفتی اور اپنا ہی مہتمم آ خر کس کو گمراہ و بے دین کہیں اور کسے برحق؟ چنانچہ مفتی صاحب کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس فتوے سے رجوع کریں، مگر غالباً مفتی صاحب کا ضمیر اس حق کو جھوٹ کہنے پر آمادہ نہ تھا اس لئے مفتی صاحب رخصت پر چلے گئے۔ مولانا عامر عثمانی دیوبندی تحریر کرتے ہیں۔ ”لطف یہ ہے کہ رجوع پر آمادگی ظاہر کیے بغیر مفتی صاحب انہی دنوں اپنے وطن چلے گئے تھے اور وہاں سے حضرت مہتمم کو جو خط لکھا تھا، اس میں کم و بیش یہ الفاظ ضرور موجود تھے کہ رجوع مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں ذاتیات و شخصیات متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا پیش آیا اور کس نے مفتی صاحب کے قلب میں ڈال دیا کہ چند ہی روز بعد ”الجمیعة“ بابت جنوری ۶۳ء میں مندرجہ ذیل اطلاع خود مفتی صاحب کی طرف سے شائع ہوتی ہے۔

جمادی الاول ۸۲/ ۵۵ھ (۱۳۲۸ھ) کو مولوی انیس الرحمن قاسمی ساکن بھاگلپور نے بغیر ذکر نام کتاب کے چند اقتباسات پیش کرتے ہوئے سوال پیش کیا تھا کہ یہ چار اقتباسات اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے۔ سائل کی ایمانداری اور دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس کتاب کے اقتباسات پیش کیے گئے صاحب کتاب سے خود براہ راست مقصود متعین کروا لیتے کہ ان عبارات کا کیا مطلب ہے؟ اہل سنت کے مسلک اور قرآن و حدیث کی مخالفت تو نہیں، لیکن نہیں کیا گیا۔ کتاب اور مصنف دونوں کو چھپا کر سوال کی صورت میں اقتباسات پیش کیے گئے اقتباسات اپنی ظاہری صورت و عبارت کے

لحاظ سے ظاہر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور مسلک اہل سنت کے خلاف معلوم ہونے پر ۲۰-۵-۸۲ھ کو اس کا جواب لکھا گیا اور روانہ ہو گیا۔

(تھوڑا آگے جا کر درج ہے)

جواب کے لکھنے کے وقت تک مجھے کتاب کے نام اور صاحب تالیف کسی کا علم نہ تھا کہ یہ اقتباس ”اسلام اور مغربی تہذیب“ کے ہیں جو کہ حکیم الاسلام حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کی تصنیف ہے۔ اخبار ”دعوت“ دیکھنے کے بعد علم ہوا اور کتاب کا مطالعہ کیا جواب صرف قاسمی کتب خیال کے مولوی انیس الرحمن صاحب کے اعتماد پر لکھا گیا تھا۔ اخبار ”دعوت“ کی اشاعت کے بعد علم ہوا کہ مقصود حقانیت نہ تھی، عوام کے ذہنوں کو پریشان کرنا اور کسی قلبی مضر کا بخار نکالنا تھا، ورنہ اشاعت نہ کی جاتی۔ (مزید آگے جا کے فرماتے ہیں) اسلامی جماعت کے ارکان کی ایمان و دیانت کا مقتضی (تقاضا) یہ نہیں ہے جو اس سوال میں ظاہر کیا گیا ہے۔ (۱)..... الخ.....

(ماہنامہ تجلّی دیوبند، مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء)

محترم قارئین کرام! فرقہ دارانہ تعصبات کی لعنت کو پس پشت ڈالتے ہوئے محض اپنے ایمان کو مد نظر رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کافی تنگ و دو کے بعد مفتی صاحب نے جو رجوع کا انداز اختیار فرمایا ہے (اقتباس ایک بار پھر پڑھیں) کیا اس سے یہ بات عیاں نہیں کہ مفتی صاحب، انیس الرحمن صاحب پر محض اس لئے خفا ہو رہے ہیں کہ ”یہ کیوں نہیں بتایا کہ عبارت کس کی ہے؟ ورنہ وہ اپنے ہی مہتمم کے خلاف فتویٰ نہ دیتے۔ اگر فتویٰ دے ہی دیا گیا تھا، تو مفتی صاحب کی ملازمت کا پاس کرتے اور شائع نہ کرتے۔“ لیکن مفتی صاحب یہ نہ ثابت کر سکے کہ عبارت موافق

۱: مولوی انیس الرحمن قاسمی، دیوبندی ہونے کے باوجود جماعت اسلامی کے حامی ہیں۔ مفتی صاحب اسی لیے ان پر ناراض ہیں۔

قرآن وحدیث ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر یہ عبارت مودودی جماعت کے کسی فرد یا کسی اور کی ہے۔ تو فتویٰ وہی ہے جو دیا گیا ہے لیکن اگر عبارت دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی ہے تو مفتی صاحب معذرت خواہ ہیں اور بقول ”تجلی“ مہتمم صاحب کے قصیدہ خواں ہیں۔ (یہ ہے اپنے اور بیگانے کا فرق)

حاصل کلام:

معزز قارئین کرام! یہ ہی وہ شے ہے کہ جس کی طرف آپ تمام مسلمان بھائیوں کو متوجہ کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اور آپ حضرات کو زحمت دیتا ہوں کہ خدا را ذرا غور فرمائیں کہ اگر یہ عبارات اور کتابیں واقعی قابل اعتراض ہیں اور یقیناً ہیں، بلکہ دیوبندی حلقہ کے معروف صحافی فاضل دیوبند اور عامر عثمانی صاحب ”زلزلہ“ نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ”ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا ”تقویۃ الایمان“، ”فتاویٰ رشیدیہ“، ”فتاویٰ امدادیہ“، ”بہشتی زیور“ اور ”حفظ الایمان“ جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگا دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ”ارواح ثلاثہ“، ”سوانح قاسمی“ اور ”اشرف السوانح“ جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چائیں یا پھر مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو بس قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری پڑی ہیں اور ہمارے عقائد وہی ہیں جو اَوَّل الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔“

(زلزلہ صفحہ: ۱۸۸)

تو کیا بایں صورت یہ بات ضروری نہیں ہو جاتی کہ امت مسلمہ کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لئے قابل اعتراض کتب کی اشاعت بند کر دی جائے۔ اگر

اپنے علماء کے خلاف دیا گیا فتویٰ واپس لیا جاسکتا ہے، معذرت نامہ شائع کیا جاسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کہی گئی عبارات کو واپس نہیں لیا جاسکتا؟ چلو دیوبندی بزرگ کی طرح چوراہے پر رکھ کر آگ لگانے کا نہیں کہتے۔ صرف اتنی ہی گزارش کرتے ہیں کہ ان کو دفن ہی فرما دیں یا ان سے اظہارِ برأت کر دیں ان کو حرزِ جاں بنا کر سینے سے لگائے رکھنا تو کسی طرح دانشمندی نہ کہلوا سکے گا۔ ورنہ نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے علماء دیوبند خود اپنے ہی فتوؤں کی زد میں ہوں گے اور جو آئے دن دنگا فساد اور مساجد کی تالہ بندی ہو رہی ہے یہ اس پر مستزاد ہے۔

افسوس کہ! ہم مسلمان مختلف گروہوں میں بٹ کر آپس میں ہی دست و گریبان ہونے لگے، ہم اپنے ہی نبی اور اس کے آل و اصحاب کے متعلق مناظرے کرتے اور نورِ بشر کے جھگڑوں میں پھنسے رہے۔ دنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ اہل دنیا نے جدید ترین ٹیکنالوجی اپنالی، چاند اور مریخ تک رسائی کے دعویدار بن گئے۔ اہل ایمان کی قوتِ جہاد کو کچلنے کے لئے مہلک ترین ہتھیار بنالیے اور ہم نے کیا بنایا، یہ کہ ایک دوسرے کی پگڑی اچھالی، کسی مسلمان کو مشرک، کسی کو بدعتی، کسی کو گمراہ اور کسی کو ٹھڈ بنایا۔ اختلافات کی خلیجِ گہری سے گہری تر ہوتی چلی گئی اور میدانِ دوسروں کے ہاتھ رہا، انہوں نے مسلمانوں کی باہمی چپقلش سے خوب فائدہ اٹھایا۔

ذرا دل تھام کر ۱۹۸۵ء کے اخبارات میں شائع ہونے والی یہ خبریں پڑھیے۔ ”بنگلہ دیش میں کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے۔“ (ایک خبر)

”ضلع رحیم یار خاں میں کئی ہزار افراد نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ حکومت نے تحقیقات کا حکم دے دیا۔“ (دوسری خبر)

”انڈونیشیا میں ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو عیسائی بنالیا گیا۔ مسلمانوں کے اس سب سے بڑے ملک میں ۶۵۰ عیسائی مشن دن رات کام کر رہے ہیں۔“

(روزنامہ جنگ، لاہور ۸ نومبر ۱۹۸۵ء)

اس خبر سے چند ماہ قبل یعنی مارچ ۱۹۸۵ء میں پادری ولیم مسیح سیالکوٹی کا اشتہار نظر سے گزرا:

”مسلمانوں! جواب دو!..... تمہارے علماء مولانا اسلمیل دہلوی اور مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: ”محمد صاحب مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں۔“ (کتاب تقویۃ الایمان) ”محمد صاحب کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ: ۵۰) ”محمد جیسا علم زید، بکر، بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے۔“ (حفظ الایمان: صفحہ ۸ اشرف علی تھانوی) دوبارہ ان تمام حوالوں کو اپنے الفاظ میں لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ: ”ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو، کیونکہ تمہارے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اور ہمارے عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی، کوڑھوں کو تندرستی اور مردوں کو زندگی بخشتے تھے، اور ہمارے نبی عیسیٰ نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے، کتاب ملنے اور اپنی ماں کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا۔ اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔“ (یعنی قرآن سے ثابت ہے) ”اس لئے آؤ مسلمانوں! ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ، با اختیار اور علم والے ہیں، ورنہ مردہ، بے اختیار، بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی رہو گے۔“

(عیاذ باللہ ثم عیاذ باللہ، رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

انتہائی دکھ کے ساتھ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُس عیسائی پادری کی نقل کردہ

عبارات واقعتاً مذکورہ بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان قرآن وحدیث سے تضاد رکھنے والی عبارات کی کوئی ایسی ویسی تاویل کر کے کسی ایسے شخص کو تو مطمئن کیا جاسکتا ہے کہ جس کے دل میں مذکورہ بزرگوں کی محبت ہو، لیکن کسی غیر کو تو صریح دلائل کے سوا مطمئن نہیں کیا جاسکتا۔

دعوت فکر:

محترم قارئین کرام! خیال فرمائیں کہ کہیں یہ ہماری انا کی خاطر جھوٹ کو جھوٹ نہ کہنے کی روش دوسرے مذاہب کو پھلنے پھولنے کا موقع تو فراہم نہیں کرتی؟ ہم اپنے بزرگوں کے تقدس کے بدلے کہیں اسلام و ایمان کو تو قربان نہیں کر رہے؟ خدا کا بھی اس ڈگر پر بھی سوچیں کہ ہم خیرالامت کا لقب رکھنے والے کس چاہ مذلت میں گرے ہوئے ہیں۔ کل قیامت کے دن اپنے خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اس خود فریبی کا ہمارے پاس کوئی جواب ہے؟

میرے محترم! ذرا سوچئے..... پاکستان میں فرقوں کی پہلے ہی کچھ کمی نہ تھی، اب ایک اور فرقہ یافتہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی زیر قیادت سراٹھا رہا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے نہ جانے کتنے لیبارٹری ٹیسٹوں اور آپریشنوں کے بعد ایک نئی ”توحید“ دریافت فرمائی ہے۔ آپ کے نزدیک تمام علماء بریلی، علماء دیوبند، علماء اہل حدیث اور حنبلی ومودودی ونیرہ سب گمراہ عقیدوں کے پیرو ہیں۔ فی الوقت دنیا میں اگر کوئی برحق ہے تو ڈاکٹر عثمانی صاحب یا ان کے پیروکار..... حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔

کتابچہ ”اختلافی مسائل اور مسئلہ تکفیر امت“ (خصوصاً صفحہ: ۱۷، ۱۸، ۲۲)

یہ کتابچہ ڈاکٹر صاحب کے ایک چیلے کا تحریر فرمودہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کی حالتِ زار پر رحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

بریلوی:

اب کچھ علماء بریلی کے متعلق بھی عرض کیا جاتا ہے۔ آپ پچھلے صفحات میں یہ وضاحت پڑھ چکے ہیں کہ دیوبند اور بریلی بھارت کے دو شہروں کے نام ہیں۔ ان شہروں میں اہل سنت (حنفیہ) کے جدا جدا مدرسے تھے۔ اختلافِ عقیدہ کی بناء پر ان دونوں کو اپنی پہچان کے لیے اپنے اپنے شہروں کی طرف منسوب ہونا پڑا۔ پھر یہ ہی نسبتِ عقیدہ کی بات کرتے وقت ایک امتیازی نشان بن گئی، ورنہ نہ تو دیوبند کسی عقیدے کا نام ہے اور نہ ہی بریلی، جیسا کہ قبل ازیں یہ بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ علماء مدرسہ دیوبند محمد بن عبدالوہاب کے نظریات سے متاثر ہو کر ان کی طرف مائل ہو گئے تھے جیسا کہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ وغیرہ کی عبارات سے عیاں ہے۔

علماء مدرسہ بریلی کے متعلق مشہور و معروف اہل حدیث عالم دین مولوی ثناء اللہ امرتسری تحریر کرتے ہیں۔

”امرتسری میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے۔ اسی سال پہلے تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔“
(شمع توحید از مولوی ثناء اللہ امرتسری)

دورِ حاضر کے ایک معروف مؤرخ شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں:

”انہوں (فاضل بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔“ (موج کوثر طبع ہفتم صفحہ: ۷۰)

ہندوستان کے معروف محقق مالک رام رقم طراز ہیں: ”جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال

تھے۔“ (نذر عرشی، مطبوعہ دہلی۔ تینوں حوالے از دعوتِ فکر، صفحہ: ۱۱)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مدرسہ بریلی والے کسی تحریک سے متاثر ہو کر نئے عقیدے کے حامی نہیں تھے، بلکہ ”نہایت شدت سے قدیم خفی طریقوں کے حامی اور قدیم انخیال عالم تھے۔“ پھر بریلی ہی کیا پہلے امرتسر کے بھی تقریباً تمام مسلمان اسی عقیدے سے تعلق رکھنے والے تھے (اور یہ کسی بریلوی مکتب فکر کے آدمی کا خیال ہی نہیں بلکہ اہلحدیث (وہابی) عالم دین کے تاثرات ہیں)

باوجودیکہ یہ علماء سخت گیر قسم کے قدیم انخیال تھے۔ پھر بھی بہت سے لوگ کہ جن کہ افعال و کردار میں مکروہ اور بدعتی امور شامل تھے، خود کو اسی مسلک کے حامی کہلوانے لگے۔ ان لوگوں نے اعمال میں ان خرافات مثلاً بعض درختوں وغیرہ کو حصولِ اولاد کے لئے دھاگے باندھنا، وہاں چراغ جلانا، ہار لٹکانا، نوجوان عورتوں کا عرسوں اور عام مزارات پر جانا، وہاں مردوں اور عورتوں کا اکٹھے گھومنا، بعض جاہلوں کا بزرگوں کی قبور کو سجدہ کرنا یا بچوں کا سر ٹیکنا یا طواف کرنا یا بعض جعلی پیروں کا اپنے آپ کو سجدہ کرانا۔ (۱) عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر خوش ہونا، یونہی بعض ناجائز منتیں ماننا، بزرگانِ دین کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے ختم شریف دلاتے وقت ڈھول باجے وغیرہ کو شامل کر لینا جو کسی بھی صورت لائقِ تحسین نہیں اور جن کی خود علماء بریلی نے سختی کے ساتھ تردید کی۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے چند فتاویٰ جات:

اس ضمن میں مشہور عالم دین امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے چند

۱: بزرگانِ دین، اساتذہ و والدین کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لینا حدیثِ پاک سے ثابت ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کا بوسہ لیتی تھیں اور کئی صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اور پائے اقدس کے بوسے لیے۔ لہذا جو منہ کو سجدہ میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔

ایک فتاویٰ نقل کیے جاتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو عبرت حاصل ہو:

مسئلہ نمبر ۱۰: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور فلاں طاق میں شہید مرد رہتے ہیں، اور اس درخت پر اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ، شرینی اور چاول وغیرہ کی نیاز دلاتے ہیں۔ ہار لٹکاتے ہیں لو بان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مرد ان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم اور مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔

بیہنو الکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب: یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطلات ہیں ان کا ازالہ لازم ہے: ما انزل اللہ بھا من سلطان (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی) ”(مرتب)“ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ (کتبہ عبدہ المذنب: احمد رضا عفی عنہ بحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، (احکام شریعت حصہ اول)

مسئلہ نمبر ۲۷: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر غرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں۔ پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب و حاجت برآئی کیلئے وہاں بیٹھتی ہیں، تو کیا اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: عورتوں کو مزارات اولیاء و مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔

(احکام شریعت، حصہ اول)

مسئلہ نمبر ۳: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام کو اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیسی کرنا ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط (یعنی احتیاط یہ ہے کہ) منع ہے۔ خصوصاً مزاراتِ طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو، یہی ادب ہے..... الخ..... واللہ تعالیٰ اعلم!

(احکام شریعت حصہ دوم)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: (۱) پیر سے پردہ ضروری ہے کہ نہیں؟ (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بلا حجاب حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں، توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں۔ اچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے۔ ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: (۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۲)..... یہ صورت محض خلافِ شرع و خلافِ حیاء ہے ایسے پیر کی بیعت نہ چاہیے

(واللہ تعالیٰ اعلم، احکام شریعت حصہ دوم)

بہار شریعت از مولانا امجد علی رضوی کے چند فتاویٰ

مسئلہ: مسجد میں چراغ جلانے، یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارہویں کی نیاز دلانے یا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا توشہ، یا عبدالحق کا توشہ، یا محرم کی نیاز، یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں، مگر یہ کام کرنے منع نہیں۔ کر لے تو اچھا ہے۔ ہاں البتہ اس بات کا خیال رکھے کوئی بات خلافِ شرع اس کے ساتھ نہ ملائے۔ مثلاً طاق بھرنے میں رت جگا ہوتا ہے جس میں کنبہ اور رشتہ کی عورتیں اکٹھا ہو کر گاتی بجاتی ہیں، یہ حرام ہے۔ یا چادر

چڑھانے کیلئے بعض لوگ تاشے باجے کے ساتھ جاتے ہیں، یہ ناجائز ہے..... الخ
(بہار شریعت، حصہ نہم)

مسئلہ: بعض جاہل عورتیں بچوں کے ناک کان چھدوانے اور بچوں کی چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں، جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں۔ اولاً ایسی واہیات منتوں سے بچیں۔ اگر مانی ہوں، تو پوری نہ کریں اور شریعت کے مقابلے میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوں ہی کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ منت پوری نہ کریں گے، تو بچہ مر جائے گا۔ اگر مرنے والا ہوگا تو کیا یہ ناجائز منتیں بچالیں گی؟ منت مانا کرو تو نیک کام مثلاً نماز، روزہ، خیرات، درود شریف، کلمہ شریف۔ قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑے پہنانے وغیرہ کی منت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سنی عالم دین سے دریافت کر لو یہ منت ٹھیک ہے یا نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ نہم)

مذکورہ بالا فتاویٰ سے علماء اہل سنت (بریلوی) کا مذہب عیاں ہے۔ رسوم باطلہ پر عمل کرنے والے خیال فرمائیں کہ جن رسوم باطلہ کے ناجائز ہونے پر تمام علماء (بریلی)، دیوبند، (اہل حدیث) متفق ہیں، ان کو اپنانا آخر کس مسلک پر عمل کہلوائے گا۔ ایک دوسرے پر کوئی الزام لگانے میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس بارے میں معروف بزرگ اور بریلوی عالم دین مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے اس ارشاد سے خاصی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

”ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا، تو ہم اس کی تکفیر میں تاثر نہیں کریں گے، خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیکن ہو یا کانگریسی، نیچری یا ندوی، اس سلسلے میں اپنے

پرائے کا امتیاز اہل حق کا شیوہ نہیں۔“

(چند سطور کے بعد ہے:)

”ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں، جنہوں نے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبانِ ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں اور باوجود تبعیہ شدید کے اپنے گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں پر مطلع ہو کر اور ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخوں کو مومن، اہل حق، اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں۔ اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے، تو بہت قلیل اور محدود افراد ہیں ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے اور نہ بریلی کا۔“

(مقالات کاظمی، حصہ دوم، صفحہ: ۲۵۸)

اگر بظہر انصاف دیکھا جائے، تو اس فتویٰ سے کوئی بھی مسلمان اختلاف نہیں کر سکتا، خواہ وہ کسی بھی مسلک کا پیروکار کیوں نہ ہو، کیونکہ ہر ایمان والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی شان میں گستاخی کفر ہے۔

آخر میں ایک بار پھر علماء حضرات سے بالخصوص اور عوام الناس سے بالعموم اللہ تعالیٰ جل شانہ و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کا واسطہ (جو تمہارے دلوں میں ہے) دے کر گزارش کرتا ہوں کہ خدا را خدا بازی کو ترک کر دیں، حق گوئی میں اپنے بیگانے کا امتیاز نہ رکھیں۔ دنیا کی بجائے آخرت کو ترجیح دیں۔ خیال فرمائیں کہ اگر دورِ جدید کے علامہ احسان الہی ظہیر جیسے شدت پسند کی جن کی زبان سے بیگانے تو

بیگانے اپنے بھی نالاں ہوں۔ (۱) جو سچ پر میت کے سوم کے ختم کو بدعت قرار دینے کے باوجود صرف حکومت وقت کو راضی کرنے کیلئے ایک اعلیٰ عہدے دار کی رسم قل میں شرکت کر سکتے ہیں۔ (۲) تو کیا خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لیے تھوڑی سی قربانی نہیں دے سکتے؟ اگر مفتی محمود صاحب حصول اقتدار اور سیاسی اتحاد کی خاطر لیاقت باغ راولپنڈی کے انتخابی جلسہ میں یہ اعلان فرما سکتے ہیں۔ (۳) ”مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور میں دونوں حضرت داتا گنج بخش جویری اور قائد اعظم محمد علی جناح کے مزاروں پر جا کر فاتحہ خوانی کرنے کو تیار ہیں، بشرطیکہ مولانا کو ثریا سی استغفیٰ دے دیں۔“

(نوائے وقت ۵ فروری ۱۹۷۷ء، دین کے آئینہ میں)

تو کیا مذہبی اتحاد اور رضائے خدا تعالیٰ کی خاطر وسعت قلبی کا مظاہرہ نہیں کیا جاسکتا ہے؟ اگر بھٹو صاحب کے معزول کی خوشی میں حلوے کی دیکیں پکا کر (اور اکثر جگہ ختم شریف پڑھ کر) دیوبندی، بریلوی سب اکٹھے بیٹھ کر کھاپی سکتے ہیں تو کیا اپنے نبی کی ولادت کی خوشی میں اس اتحاد کا مظاہرہ نہیں کیا جاسکتا؟

ہم مسلمان جتنا زور ان اشیاء کے جائز یا ناجائز ثابت کرنے پر صرف کرتے ہیں اگر اس سے نصف محنت بھی ملک میں پھیلی ہوئی فحاشی، عیاشی، رشوت اور چور بازاری جیسی قباحتوں کے خلاف کرتے، تو یقیناً ان میں بڑی حد تک کمی آجاتی، مگر کیا کیا جائے یہ گناہ کے کام کرنے میں تو ہمارا بڑا اتحاد ہو جاتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا نام ہو تو فوراً اختلاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے اور اپنے

۱: ملاحظہ فرمائیں مفت روزہ ”اہل حدیث“ لاہور، ص ۵۳، اگست ۱۹۳۸ء

۲: ملاحظہ فرمائیں مفت روزہ ”اہل حدیث“ لاہور، ص ۷۷، اگست ۱۹۳۸ء

۳: ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں ہے کہ مفتی محمود اور عبد اللہ انور داتا دربار گئے وہاں طوطہ تقسیم کیا اور ان کی دستار بندی کی۔

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اتحاد و اتفاق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت اور اطاعت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ضروری وضاحت:

(۱)..... رسالہ میں جتنے حوالے نقل کیے ہیں وہ پوری ذمہ داری سے نقل کیے گئے ہیں۔

(۲)..... بندہ ناچیز (مؤلف رسالہ ہذا) نے یہ رسالہ پورے اخلاص اور اللہیت کے ساتھ اتحادِ مسلم کے جذبہ کے تحت لکھا ہے۔ لہٰذا اگر میرے قلم سے کوئی ایسے الفاظ تحریر ہو گئے ہوں کہ جن سے کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو دلی صدمہ پہنچا ہو یا خدائے لم یزل کی ناراضگی کا باعث ہوں تو بندہ معذرت خواہ ہے اور بارگاہ رب العزت سے اس کے حبیب علیہ السلام کے صدقہ، اس قصور کے عفو کا خواستگار ہے۔

اگر آپ فیصلہ نہیں کر سکتے تو.....

استخارہ کیجئے

ہر مذہب و مسلک اپنے حق میں دلائل دیتا ہے۔ اگر آپ تذبذب میں ہوں تو استخارہ کیجئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر کام کے لئے دعائے استخارہ سکھلاتے تھے، جس طرح قرآن کریم کی سورت سکھلاتے اور فرماتے کہ تم میں جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے، تو دو رکعت نماز نفل پڑھے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعِیْزُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ ۚ فَانِّكَ تَعْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلٌ اَمْرِیْ وَاَجِلٌ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ فِیْهِ وَاقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ط

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں، تیرے علم کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے ساتھ اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں، بیشک تو قادر ہے، میں عاجز ہوں تو جانتا ہے اور میں بے علم ہوں اور تو تو (تمام) غیبوں کا جاننے والا ہے، اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ یہ کام اگر میرے لیے دین و دنیا، زندگی و آخرت میں بہتر ہے اور اس جہان میں تو اسے مجھ کو عطا فرما اور اس کام کو میرے لیے، آسان کر دے اور اس میں مجھے برکت دے اور تو جانتا ہے کہ یہ کام اگر میرے لیے، میرے دین، میرے معاش، میری زندگی، میرے انجام میں، اس جہاں یا اُس جہان میں بُرا ہے تو مجھے اس سے بچا اور اُسے مجھ سے دور رکھ اور مجھے بھلائی عطا فرما، جہاں ہو پھر مجھ کو اس کے ساتھ راضی کر۔“

مستحب ہے کہ دعا کے اوّل و آخر درود شریف ضرور پڑھے۔ پھر بڑی عاجزی، انکساری اور جمعی کے ساتھ دعا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سات بار (روز) استخارہ کرے، پھر دیکھے کہ دل میں کیا گزرا۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ دعا مانگ کر با وضو قبلہ رو ہو کر سو جائے۔ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو بہتر ہے اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو جس خیال پر آپ ہیں وہ غلط ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم)

پیر طریقت سید محمد سعید الحسن شاہ کی تصنیف

خاندان مصطفیٰ ﷺ	کتاب الزکوٰۃ
سیرت امام الا انبیاء ﷺ	کتاب الصوم
رہبر زندگی مع طب بنوی ﷺ	اسلامی جہاد
صلوٰۃ الرسول ﷺ	کتاب الطاق
حج و عمرہ کے عام فہم مسائل	قربانی کے ضروری مسائل
اخلاق کریمہ کی ضیا پاشیاں	انسان درندہ کیوں؟
تاجدارِ بطحا (بک سار) نعتیہ مجموعہ	سازش کا انکشاف
محافلِ نعت کے آداب اور تقاضے	اتحادِ امت
ذکر حسین رضی اللہ عنہ	فوز و فلاح
تاجدارِ کربلا رضی اللہ عنہ	انجامِ گلستان
مفتاح الجنۃ	علاماتِ قیامت اور حضرت امام مہندی
ریاض الجنۃ	